از عدالتِ عظمیٰ[1]

تاریخ فیصلہ: 26 دسمبر 1951

سورج پال سنگھ و دیگراں
بنام
دی سٹیٹ

[سید فضل علی اور ویوین بوس جسٹس صاحبان]

مجموع ضابطہ فوجداری (ایکٹ V، سال 1898)، دفعہ 417-بری ہونے کے خلاف اپیل-مداخلت-رہنما اصول۔

یہ اچھی طرح طے شدہ ہے کہ مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ 417 کے تحت اپیل میں، عدالت عالیہ کو ان شواہد کا جائزہ لینے کا مکمل اختیار حاصل ہے جن پر بری ہونے کا حکم قائم کیا گیا تھا۔ لیکن یہ بھی اتنی ہی اچھی طرح طے شدہ ہے کہ ملزم کی بے گناہی کے مفروضے کو ٹرائل عدالت کے ذریعے اس کے بری ہونے اور ٹرائل عدالت کے نتائج سے مزید تقویت ملتی ہے جس میں گواہوں کو دیکھنے اور ان کے شواہد کو سننے کا فائدہ حاصل تھا جسے صرف بہت ہی ٹھوس اور مجبور کرنے والی وجوہات کی بنا پر تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 16، سال 1950۔ فوجداری اپیل نمبر 80، سال 1946 میں الہ آباد نظام عدلیہ کی عدالت عالیہ (شنکر سرن اور اکبر حسین جسٹس صاحبان) کے 8 مئی 1947 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے ایس پی سنہا (جی سی ماتھر، ان کے ساتھ)۔

کے بی استھانہ، مدعا علیہ کے لیے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

20.1951دسمبر۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس فضل علی نے سنایا۔

یہ الہ آباد میں نظام عدلیہ کی عدالت عالیہ کے اس فیصلے کے خلاف اپیل ہے جس میں ایک فوجداری مقدمے میں علی گڑھ کے سیشن جج کے فیصلے کو الٹ دیا گیا تھا۔اپیل گزاروں پر سیشن جج نے دفعہ 149، دفعہ 148، دفعہ 149 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 325اور326، اور مجموعہ تعزیرات بھارت 201 کے تحت الزامات کے تحت مقدمہ چلایا، لیکن انہیں بری کر دیا گیا۔ ریاستی حکومت کی اپیل پر، عدالت عالیہ نے سیشن جج کے فیصلے کو الٹ دیا، اور اپیل گزاروں کو مجرم قرار دیا اور انہیں دفعہ 149 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 302 کے تحت عمر قید، دفعہ 149 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 325اور326 کے تحت پانچ سال کی قید بامشقت، اور مجموعہ تعزیرات بھارت 147 کے تحت دو سال کی قید بامشقت کی سزا سنائی، تمام سزائیں بیک وقت چلائی گئیں۔اس کے بعد اپیل گزاروں نے خصوصی اجازت کے لیے پریوی کونسل میں درخواست دی، جو28 اکتوبر 1947 کو دی گئی تھی۔

استغاثہ کی جانب سے عدالت کے سامنے رکھے گئے حقائق کو مختصر طور پر درج ذیل بیان کیا جا سکتا ہے۔ علی گڑھ ضلع کے گاؤں شاہ گڑھ کے ناگریہ پٹی چاہرم میں ایک پلاٹ نمبر 518 ہے جس کا رقبہ تقریباً30 بیگھا ہے اور اسے "ٹیسہ" کھیت کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ پلاٹ متعدد زمینداروں بشمول مسماۃ بھگوتی کور اور رتن سنگھ کی "سر" زمین تھی اور اسے کچھ کرایہ داروں کو دے دیا گیا تھا۔1944 میں، مسماۃ بھگوتی کور، رتن سنگھ اور ان کے شریک حصص داروں نے کرایہ داروں کو نکالنے کے لیے مقدمہ دائر کیا، اور مقدمہ خارج کر دیا گیا۔7 جون 1945 کو، پلاٹ پر قبضہ امین کے ذریعے سورج پال سنگھ کے حوالے کیا گیا، جو پہلے اپیل کنندہ تھے، جو مسماۃ بھگوتی کور کے مختارِ عام تھے ۔سورج پال سنگھ کی جانب سے یہ دعوی کیا گیا کہ اس نے تمام شریک حصص داروں کی جانب سے قبضہ کر لیا، لیکن رتن سنگھ کے اپنے شواہد میں دیے گئے کچھ بیانات اس دلیل کی تائید نہیں کرتے۔ تاہم ایسا ہو سکتا ہے، ایسا لگتا ہے کہ 17 جون 1945 کو رتن سنگھ نے پولیس کو اطلاع دی کہ اس نے اپنے مزدوروں کو "ٹیسا" کے کھیت کی آبپاشی کے لیے بھیجا تھا، اور جب وہ اس کی آبپاشی کر

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and integrity of this document

رہے تھے، سورج پال سنگھ اور کچھ دوسرے افراد آئے اور آبپاشی کو روکنے کی کوشش کی اور رتن سنگھ کے ہل کو نقصان پہنچایا۔ 18 جون کو صبح تقریباً 7 بجے وہ واقعہ پیش آیا جو موجودہ مقدمے کی سماعت کا موضوع ہے۔ اس واقعے کا استغاثہ کا بیان یہ تھا کہ جب رتن سنگھ کے مزدور بہاری سنگھ کی نگرانی میں کھیت میں کام کر رہے تھے، اپیل کنندہ بہت سے دوسرے افراد کے ساتھ بندوقوں، نیزوں اور لاٹھیوں سے لیس ہو کر آئے، اور اپیل کنندگان کی جماعت کے کچھ ارکان کھیت میں داخل ہوئے، بیلوں کی ناک کی تاروں کو کاٹ دیا اور مزدوروں کے ساتھ بدسلوکی اور حملہ کیا، جن میں سے زیادہ تر بھاگ گئے۔ اس کے بعد، دیوا سکھ، جو وہاں مزدوروں کو پانی فراہم کرنے کے لیے موجود تھا، نے احتجاج کیا اور اسے لاٹھیوں سے مارا پیٹا گیا۔ اس وقت بہاری سنگھ اور 10 سے 15 افراد آئے اور فریقین کے درمیان لڑائی ہوئی۔ لڑائی کے دوران، ملزموں میں سے ایک، راجندر سنگھ، جو ایک نوجوان لڑکا تھا، نے اپنی بندوق دو بار ہوا میں چلائی، اور اس کے بعد سورج پال سنگھ نے اس سے بندوق لے لی اور نواب میوتی، جو فوری طور پر مر گیا، اور بہاری سنگھ، جو بعد میں دن میں مر گیا، کو مارتے ہوئے دو گولیاں چلائیں۔ تین دیگر افراد، زوراور، راجپال اور لاکھن کو بھی گولیوں سے زخمی کیا گیا۔ کچھ دیر بعد سورج پال سنگھ دیگر تین اپیل گزاروں کے ساتھ موقع پر آیا اور نواب کی لاش کو ایک گاڑی میں لے گئے۔ لاش کو دریا میں پھینک دیا گیا اور 20 جون 1945 کو برآمد کیا گیا۔ تفتیش کے بعد اپیل گزاروں سمیت 25 افراد کو مقدمے کی سماعت کے لیے بھیجا گیا۔

مقدمے میں ثبوت سننے کے بعد، سیشن جج نے 20 فروری 1946 کو فیصلہ سنایا، اس نے فیصلہ دیا کہ "ٹیسہ" کا میدان سورج پال سنگھ کے قبضے میں تھا، کہ بہاری سنگھ اور رتن سنگھ کے آدمی حملہ آور تھے اور میدان پر زبردستی قبضہ کرنا چاہتے تھے، کہ جب انہوں نے مزاحمت کی تو انہوں نے اپیل گزاروں کے فریق پر حملہ کیا، کہ جس شخص نے بندوق چلائی تھی اس نے اپنے دفاع میں ایسا کیا تھا نہ کہ بہاری سنگھ اور نواب میوتی کو قتل کرنے کے مقصد سے، اور یہ کہ استغاثہ کی طرف سے پیش کردہ ثبوت اتنے غیر تسلی بخش تھے کہ سزا سنانا غیر محفوظ تھا۔ اس پر ملزم۔ جہاں تک نواب کی لاش کو ہٹانے کے ذریعے قتل کے جرم کے ثبوت چھپانے کے الزام کا تعلق ہے، سیشن جج نے رائے ظاہر کی کہ اس الزام پر کسی شخص کو مجرم قرار دینے کے لیے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ وہ جرم،

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

جس کا ثبوت مبینہ طور پر ملزم کے غائب ہونے کا سبب بنا، درحقیقت انجام دیا گیا تھا، لیکن چونکہ موجودہ معاملے میں قتل کا الزام ثابت نہیں ہوا تھا، اس لیے ملزم کو اس سے منسلک شواہد کو غائب کرنے کے لیے مجرم نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ جج نے یہ بھی فیصلہ دیا کہ ثبوت ناقابل اعتماد ہونے کی وجہ سے مجموعہ تعزیرات بھارت 201 کے تحت الزام معقول شک سے بالاتر نہیں تھا۔

عدالت عالیہ نے ریاستی حکومت کی اپیل کو منظور کرتے ہوئے 8 مئی 1947 کو اپنا فیصلہ سنایا۔ جلد ہی بیان کیا گیا کہ عدالت عالیہ کی طرف سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ رتن سنگھ کو کھیت پر قبضہ کرنے کا اتنا ہی حق ہے جتنا بھگوتی کور کا، کہ دونوں فریق 4 کھیت پر خصوصی قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے، کہ دونوں فریق اپنے حقوق کو ثابت کرنے اور نافذ کرنے کے لیے تمام ہنگامی حالات کے لیے تیار تھے، اور اس لیے قبضہ کا سوال مکمل طور پر بے معنی تھا اور اپیل گزار نجی دفاع کے کسی بھی حق کی کامیابی سے استدعا نہیں کر سکتے تھے۔

ہمارے سامنے دو فیصلوں کا مشاہدہ ظاہر کرتا ہے کہ جہاں سیشن جج نے مقدمے کے تمام اہم پہلوؤں پر بحث کرنے اور ہر مادی نکتے پر اپنی رائے درج کرنے کے لیے بہت محنت کی، وہیں عدالت عالیہ کے ماہر ججوں نے اپنے نتیجے کی حمایت میں ان کی طرف سے دی قابل انتہائی ٹھوس وجوہات کو ہٹائے بغیر اپنے فیصلے کو الٹ دیا ہے۔ ذیل میں دو عدالت عالیان کے ذریعہ مقدمے کی دادرسائی میں فرق خاص طور پر اس انداز میں نمایاں ہے جس میں انہوں نے استغاثہ کے شواہد سے نمٹا ہے۔ ہم نے پایا کہ جب کہ سیشن جج نے ہر گواہ کا ثبوت لیا اور ثبوت کی سب سے چھوٹی تفصیلات پر بحث کرنے کے بعد اپنی ساکھ کے حوالے سے اپنے نتائج کو ریکارڈ کیا، عدالت عالیہ کے فاضل ججوں کو استغاثہ کے ثبوت کے بارے میں جو کچھ کہنا ہے وہ مجموعی طور پر مندرجہ ذیل ہے:-

"پراگ دت کے معاملے میں ان کے حضوروں نے مشاہدہ کیا: 'ہمیشہ کی طرح اس قسم کے معاملات میں پولیس کو جو ہوا اس کی آزادانہ گواہی حاصل کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ گاؤں والوں میں سے جو موجود تھے اور دیکھ رہے تھے شاید

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہمدردی اور تعصب کی وجہ سے ایک یا دوسرے متنازعہ فریقوں سے اس قدر منسلک ہوں گے کہ ان سے غیر جانبدار اور قابل اعتماد ثبوت حاصل کرنا مایوس کن ہو گا۔'

یہ دشواری پولیس کو فسادات کے زیادہ تر مقدمات میں ملتی ہے اور یہ معاملہ اس سے آزاد نہیں ہے۔ لیکن جیسا کہ پرگ دت کے معاملے میں، اس معاملے میں چار گواہ ہیں، یعنی دیو سکھ، روری سنگھ، رام سنگھ، اور رتن سنگھ، جنہیں آزاد گواہوں کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے اور وہ بنیادی طور پر استغاثہ کے مقدمے کی حمایت کرتے ہیں۔ ہمارے فیصلے میں ان کی گواہی مکمل طور پر اعتبار کے لائق ہے اور جواب دہندگان کی سزا کا جواز پیش کرنے کے لیے کافی ہے۔"

عدالت عالیہ کی طرف سے شواہد کے خلاصہ داد رسائی کے پیش نظر، ہمیں مقدمے میں پیش کردہ شواہد کو بڑی احتیاط کے ساتھ پڑھنا پڑا، اور ہمیں جو پتہ چلا وہ یہ ہے کہ وہ چار گواہ، جن کے شواہد کو عدالت عالیہ نے قبول کر لیا ہے، صرف وہ افراد ہیں جن کے خلاف سیشن جج کی طرف سے بہت سنگین تنقید کی گئی تھی۔ ان گواہوں میں سے رتن سنگھ کے چشم دید گواہ نہ ہونے کو مسترد کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک بقیہ گواہوں کا تعلق ہے، ہم مجموعی طور پر سیشن جج کے بیان کردہ نقطہ نظر سے متفق ہیں۔ سیشن جج کے مطابق، جس طریقے سے دیوا سکھ کو منظر عام پر لایا گیا اور اس کے ثبوت پر حاضر حالات، استغاثہ کے بیان کو مسترد کرنے کی مضبوط وجوہات پیش کرتے ہیں۔

جو مؤقف اختیار کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ استغاثہ کا پورا مقدمہ کہ مبینہ واقعے کے دوران دیوا سکھ کو چوٹیں آئیں وہ جھوٹا تھا اور اس کے زخموں کو "نجی دفاع کا ثبوت بنانے کے لیے بنایا گیا تھا" جسے استغاثہ اپیل گزاروں کے فریق کے ارکان کو چوٹ پہنچانے کے الزام کو پورا کرنے کے لیے استعمال کرے گا۔ یہ ثابت ہوا ہے کہ ملزم کی طرف سے کم از کم چار افراد زخمی ہوئے تھے۔ مہندر پال کو کم از کم 16 چوٹیں آئی تھیں، اور ان کی حالت کچھ عرصے سے سنگین تھی۔ کرن سنگھ کو 12 چوٹیں آئیں، جن میں سے ایک شدید تھی۔ ہری سنگھ کو 7 چوٹیں آئیں جن میں ایک شدید چوٹ بھی شامل تھی، اور نکا سنگھ بھی زخمی ہوئے تھے، ان کی چوٹ تفتیشی سب انسپکٹر نے دیکھی تھی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and integrity of this document

استغاثہ کے شواہد میں، یہ کہا گیا تھا کہ بہت سے ملزم افراد لاٹھیوں سے لیس تھے اور انہوں نے ان کا استعمال کیا تھا، اور یہ عجیب بات ہو گی اگر یہ ثابت نہ ہو کہ ان کی طرف کے کسی بھی شخص کو لاٹھیوں سے کوئی چوٹ لگی ہے۔ یہ ثابت ہوا ہے کہ رتن سنگھ کی جماعت کے چار زخمی افراد، یعنی راجپال سنگھ، لاکھن سنگھ، بہاری سنگھ اور زوراور سنگھ کو صرف بندوق کی گولی کے زخم تھے۔ اس معاملے میں جو سنگین سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بندوق کا استعمال کس مرحلے پر کیا گیا تھا، اور کیا اسے اپیل کنندگان کے فریق کے ارکان پر لاٹھیوں سے حملہ کرنے کے بعد اپنے دفاع میں استعمال کیا گیا تھا یا انہیں حملہ کرنے سے پہلے استعمال کیا گیا تھا۔

استغاثہ کے گواہوں کو اعتراف کرنا پڑا کہ پہلے ہوا میں دو بار بندوق چلائی گئی اور پھر اصل فائرنگ ہوئی۔ فائرنگ کا یہ ورژن دفاعی کہانی کی حمایت کرتا ہے کہ بندوق اپنے دفاع میں چلائی گئی تھی جب رتن سنگھ کے آدمیوں نے ملزم کی جماعت کے ارکان پر حملہ کیا تھا۔ سیشن جج نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ دفاعی مقدمے سے نمٹنے کے لیے استغاثہ نے دیوا سکھ کی کہانی پیش کی جس پر پہلی بار لاٹھی سے حملہ کیا گیا تھا تاکہ اپیل گزاروں کے فریق کو حملہ آور بنایا جاسکے، یہ استغاثہ کا معاملہ ہے کہ بہاری سنگھ اور اس کے آدمیوں نے اپنے دفاع کے لیے لاٹھیوں کا استعمال کیا تھا۔ فریقین کے معاملات میں تنازعہ کو حل کرنے اور صحیح تصویر پر پہنچنے کے لیے، سیشن جج نے اس سوال پر بہت باریکی سے غور کیا کہ کیا اس واقعے میں دیوا سکھ کو کوئی چوٹ لگنے کے بارے میں قابل اعتماد ثبوت موجود ہیں۔ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ سیشن جج کے ذریعے بالآخر طے کیے گئے نتیجے کی حمایت کرنے کے لیے بہت سارے حالات موجود ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں دیوا سکھ یا ان کے ذریعے لگنے والی چوٹوں کا کوئی حوالہ نہیں ہے۔ سیشن جج نے نشاندہی کی ہے کہ واقعہ اور ابتدائی اطلاعی رپورٹ درج کرنے کے درمیان کافی وقفہ تھا، اور اس لیے یہ حیرت کی بات ہے کہ واقعہ کا سب سے اہم واقعہ اور سب سے اہم گواہ کا نام رپورٹ میں خارج کر دیا گیا۔ ایک بار پھر، بہاری سنگھ کے مرنے والے بیان میں دیوا سکھ یا اس کے زخموں کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا جو ڈاکٹر شنکر دیو نے ریکارڈ کیا تھا، اور لکان سنگھ کے بیان میں بھی۔ سیشن جج نے مزید نشاندہی کی ہے کہ استغاثہ کے گواہوں، چوکھا، پریم پال، چیٹا اور گنگولا سنگھ، جن سے تفتیشی افسر نے 18 جون کو پوچھ گچھ کی تھی،

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

نے بھی دیواسکھ کا حوالہ نہیں دیا۔ تفتیشی سب انسپکٹر کو 19 جون 1945 کو پہلی بار واقعہ کے وقت دیواسکھ پر چوٹوں اور اس کی موجودگی کے بارے میں مطلع کیا گیا تھا، اور دیواسکھ کی جلد از جلد موقع پر اس کے سامنے پیش نہ ہونے کی وضاحت یہ تھی کہ وہ خوفزدہ تھا اور تقریباً دو دن تک اپنے گھر میں چھپ گیا تھا اور اس نے اپنے رشتہ داروں کو ہدایت کی تھی کہ وہ پولیس کو اس کی موجودگی سے آگاہ نہ کرے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ واقعے کے بعد اپنے گھر پہنچنے پر اس نے اپنے رشتہ داروں کو یہ نہیں بتایا کہ کیا ہوا تھا۔ ان میں سے کچھ معاملات کو نظر انداز کیا جا سکتا تھا اگر اس کے واقعی زخمی ہونے کے بارے میں قابل اعتماد ثبوت موجود ہوتے، لیکن ہم مطمئن ہیں کہ ہمارے سامنے موجود ایسے ثبوت انتہائی غیر تسلی بخش اور مشکوک ہیں اور ہم اس بارے میں سنگین شکوک و شبہات کا اظہار کرتے ہیں کہ آیا دیواسکھ کو کوئی چوٹ لگی ہے یا نہیں۔

ڈاکٹر شنکر دیو، جنہوں نے دیواسکھ کا معائنہ کیا، ایک ریٹائرڈ سب اسسٹنٹ سرجن ہیں جو کویرا گنج میں پریکٹس کر رہے ہیں، جو گاؤں شاہ گڑھ سے زیادہ دور نہیں ہے۔ وہ تسلیم کرتا ہے کہ وہ رتن سنگھ کو بچپن سے جانتا تھا، اور جب وہ بچہ تھا تو اسے رتن سنگھ کے گھر رتن سنگھ کے چچا کے ملازم استاد پڑھاتے تھے۔ انہوں نے کہا ہے کہ دیواسکھ کے بائیں بازو کے بیچ کے پچھلے حصے میں دو زخم تھے، اور ان میں سے ایک شدید تھا کیونکہ بائیں النا ٹوٹا ہوا تھا۔ وہ مزید کہتا ہے کہ جانچ کے وقت اس نے دیواسکھ سے فیس لی تھی، کہ اسے دوسرے زخمی افراد کے تین دن بعد اس کے پاس لایا گیا تھا، کہ جب لوگوں کا مؤخر الذکر گروہ اس کے پاس آیا تو ان میں سے کسی نے اسے نہیں بتایا کہ ایک اور زخمی شخص ہے جس کی جانچ کی جانی ہے، اور یہ کہ دیواسکھ کو رتن سنگھ کا نوکر اس کے پاس لایا تھا۔ دیگر معاملات سے متعلق اس ڈاکٹر کے شواہد میں غیر تسلی بخش خصوصیات ہیں جن کا حوالہ دینے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن جو کچھ قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ اگرچہ کاور گنج سے تقریباً چار میل کے فاصلے پر جلالی میں ڈسٹرکٹ بورڈ ہسپتال ہے، لیکن دیواسکھ نے اس ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر سے زخم کا تصدیق نامہ حاصل نہیں کیا۔ دیواسکھ کا کہنا ہے کہ وہ اپنے زخموں کی دیکھ بھال کے لیے اس ہسپتال گئے تھے، لیکن اس کی تصدیق کرنے کے لیے کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ان حقائق کے ساتھ ساتھ سیشن جج کی طرف سے بھروسہ کیے گئے متعدد دیگر حقائق اس کے نظریے کی تائید کرتے ہیں، اور ایک بار

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

جب یہ قرار دیا جاتا ہے کہ استغاثہ کو من گھڑت شواہد پر انحصار کرنا پڑتا ہے، تو یہ پورے کیس پر شکوک وشبہات پیدا کرتا ہے۔

ریکارڈ سے، یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سورج پال سنگھ وہ شخص تھا جو دعوائے بے دخلی میں فعال دلچسپی لے رہا تھا، اور وہ تسلیم شدہ طور پر پیسہ خرچ کر رہا تھا۔ رتن سنگھ کا کہنا ہے کہ اس نے سورج پال سنگھ کو اخراجات کے لیے رقم بھی ادا کی تھی، لیکن یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ اس کے اور سورج پال کے تعلقات خراب تھے۔ یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ سورج پال وہ شخص ہے جسے امین نے زمین کا قبضہ دیا تھا، لیکن اس حقیقت کے باوجود، رتن سنگھ کے آدمیوں نے بھگوتی کور کو نظر انداز کرتے ہوئے زمین پر کارروائیاں شروع کر دیں، جو کہ رتن سنگھ کو کرنے کا کوئی حق نہیں تھا، یہاں تک کہ یہ فرض کرتے ہوئے کہ زمین مشترکہ ملکیت تھی۔ اگر بہاری سنگھ اور رتن سنگھ کی طرف سے بھیجے گئے دوسرے لوگ زمین پر خصوصی قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور اس پر کارروائیاں شروع کر دی تھیں، تو سورج پال سنگھ کو احتجاج کرنے کا پورا حق تھا، اور اگر اس کے آدمیوں کو پہلے مارا پیٹا گیا، جس کے کیس میں مضبوط اشارے ہیں، تو وہ نجی دفاع کے حق کا استعمال کرتے ہوئے حملے کو پسپا کرنے کا حقدار تھا۔ یہ بالکل واضح ہے کہ رتن سنگھ نے بہاری سنگھ کے بذریعے کافی تیاریاں کی تھیں۔ مانا جاتا ہے کہ اس کی طرف سے جائے وقوعہ پر لاٹھیوں سے لیس متعدد افراد موجود تھے جن میں نواب میوتی جیسے بیرونی افراد بھی شامل تھے، جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ایک معروف جنگجو، زوراور اور باقی تھے۔

جہاں تک باقی دو گواہوں کا تعلق ہے، جن کا حوالہ عدالت عالیہ نے دیا ہے، یعنی روری سنگھ اور پران سکھ، ہمیں ایسا لگتا ہے کہ عدالت عالیہ نے سیشن جج کے ذریعے ان کے شواہد پر کیے گئے تبصروں کو نظر انداز کر دیا ہے، جن میں سے کچھ کافی طاقتور ہیں۔ جس چیز نے ہمیں متاثر کیا وہ یہ ہے کہ وہ آزاد گواہ نہیں تھے اور ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں واقعے کے گواہ کے طور پر ان کا ذکر نہیں کیا گیا تھا، اور سب انسپکٹر نے 20 اور 21 جون 1945 کو ان سے پوچھ گچھ کی تھی۔ دونوں فیصلوں کو

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

پڑھنے کے بعد، ہمیں کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ان گواہوں کے بارے میں سیشن جج کی رائے کو اتنا وزن کیوں نہیں ملنا چاہیے جو عام طور پر ٹرائل عدالت کے ساتھ منسلک ہونا چاہیے۔

یہ اچھی طرح سے قائم ہے کہ مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ 417 کے تحت اپیل میں، عدالت عالیہ کو ان شواہد پر نظر ثانی کرنے کا مکمل اختیار حاصل ہے جن پر بری ہونے کا حکم قائم کیا گیا تھا، لیکن یہ بھی اتنا ہی اچھی طرح طے شدہ ہے کہ ملزم کی بے گناہی کے مفروضے کو ٹرائل عدالت کے ذریعے اس کے بری ہونے سے مزید تقویت ملتی ہے، اور ٹرائل عدالت کے نتائج جن کو گواہوں کو دیکھنے اور ان کے شواہد سننے کا فائدہ حاصل تھا، کو صرف بہت ہی ٹھوس اور مجبور کرنے والی وجوہات کی بنا پر تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

مجموعی طور پر، ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ سیشن جج نے مقدمے کے حقائق کا معقول نظریہ اختیار کیا تھا، اور ہماری رائے میں، اس نظریے کو تبدیل کرنے کی کوئی معقول وجوہات نہیں تھیں۔ جن تشخیص کاروں کی مدد سے مقدمہ چلایا گیا، ان کی متفقہ رائے تھی کہ ملزم مجرم نہیں تھے، اور اگرچہ 25 افراد کو ایک جیسے شواہد پر مقدمے کی سماعت پر رکھا گیا تھا، ریاستی حکومت نے ان میں سے صرف 5 کے خلاف صرف اس بنیاد پر اپیل کو ترجیح دی کہ بری ہونا ریکارڈ پر موجود شواہد کے وزن کے خلاف تھا۔

نتیجے میں، ہم اپیل کی اجازت دیتے ہیں، اپیل گزاروں کی سزا اور سزا یافتگی کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور انہیں تمام الزامات سے بری کرتے ہیں۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

اپیل کنندہ کا ایجنٹ: پی کے چٹرجی
جواب دہندہ کے لیے ایجنٹ: پی کے بوس کے لیے آئی این شراف۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and integrity of this document